مراتب تقدیر : تقدیر کے مختلف مراتب اور درجات ہیں۔

پہلا مرتبہ: مرتبہ علم وارادہ کہلاتا ہے۔ ہمارا اس پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ ماضی میں کیا تھا، حال میں کیا ہو رہا ہے اور مستقبل میں کیا ہونے والا ہے؟ ساری چیزیں اللہ کے علم میں ہیں۔ مخلوقات کے اچھے برے اعمال، ان کا رزق اور ان کی موت سب کے سب اللہ کے علم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَٰوَٰتٍ وَمِنَ ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ ٱلْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًۢا ﴿١٢﴾ ﴾ (الطلاق: ١٢) ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی انھیں کے مانند، ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے۔ (یہ بات تمہیں اس لئے بتائی جارہی ہے) تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

تقدیر کا دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ازلی ارادہ وعلم کو لوح محفوظ میں لکھ دیا۔ یعنی آئندہ بندے کیا کریں گے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کو لوح محفوظ میں درج فرمادیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِى ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِى كِتَٰبٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧٠﴾ ﴾ (الحج: ٧٠) ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے؟ سب کچھ ایک کتاب میں درج ہے۔ اللہ کے لئے یہ کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كَتَبَ اللهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ" اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیریں زمین اور آسمانوں کی تخلیق کے پچاس ہزار سال پہلے ہی لکھ دی تھیں۔ (مسلم، ترمذی)

تقدیر کا تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ اس کائنات میں اللہ کی مشیت ہی نافذ ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر اللہ ہی جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا ہے۔ اس کی سلطنت میں اسی کی چلتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے حق میں آسانی اور کشادگی کا فیصلہ کر دیتا ہے تو اسے وہ حاصل ہو جاتی ہے۔ فرمایا: ﴿ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَٱتَّقَىٰ ﴿٥﴾ وَصَدَّقَ بِٱلْحُسْنَىٰ ﴿٦﴾ فَسَنُيَسِّرُهُۥ لِلْيُسْرَىٰ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَنۢ بَخِلَ وَٱسْتَغْنَىٰ ﴿٨﴾ وَكَذَّبَ بِٱلْحُسْنَىٰ ﴿٩﴾ فَسَنُيَسِّرُهُۥ لِلْعُسْرَىٰ ﴿١٠﴾ ﴾ (الليل: ٥- ١٠) ترجمہ: تو جس نے (راہ خدا میں) مال دیا اور (خدا کی نافرمانی سے) پرہیز کیا،

اور بھلائی کو سچ مانا اس کو ہم آسان راستے کے لئے سہولت دیں گے ۔اور جس نے بخل کیا اور (اپنے خدا سے) بے نیازی برتی اور بھلائی کو جھٹلایا،اس کو ہم سخت راستے کے لئے سہولت دیں گے۔

کائنات میں جاری اللہ کی مشیت پر ہمارا ایمان ہے۔بے شک بندوں کی اپنی مشیت اور ان کا اپنا ارادہ بھی ہوتا ہے۔وہ اپنے اعمال کے فاعل ہوتے ہیں۔انھیں بھی اختیار کی آزادی ہوتی ہے لیکن یہ سب کچھ اللہ کی مشیت کے تابع ہوتا ہے۔کیوں کہ اللہ نے جہاں بندوں کو پیدا فرمایا وہیں ان کے افعال واعمال کا بھی وہی خالق ہے۔چنانچہ اللہ نے فرمایا: ﴿ وَٱللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ ﴾ (الصافات: ٩٦) ترجمہ: حالاں کہ اللہ ہی نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور ان چیزوں کو بھی جنھیں تم بناتے ہو۔ مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ بندوں کے اعمال و افعال کو اللہ تعالیٰ اپنے علم ازلی کی وجہ سے جانتا ہے اور اسی کو اس نے لوح محفوظ میں درج کر دیا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ کے علم اور اس کے مشیت کے مطابق وقوع پذیر ہوتا ہے۔

تقدیر کی حکمت : یہ کائنات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔اس کا مالک ومختار بلا شرکت غیرے صرف اور صرف وہی ہے۔وہ اپنی ملکیت میں جیسا تصرف کرنا چاہے کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔اسی لئے ایک مومن کے عقیدہ کا یہ حصہ ہے کہ وہ اللہ کی تقدیر اور اس کی حکمتوں پر سوالات نہیں کھڑے کر سکتا۔ قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے: ﴿ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُونَ ﴿٢٣﴾ ﴾ (الأنبياء: ٢٣) ترجمہ:وہ اپنے کاموں کے لئے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں ہے اور سب جواب دہ ہیں۔

اس دنیا میں کوئی امیر اور کوئی غریب کیوں پیدا ہوتا ہے ؟کوئی طاقتور اور کوئی کمزور کیوں ہے ؟یہ اللہ کی مشیت اور اس کے فیصلے ہیں۔ان پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔تقدیر پر ایمان کا فائدہ یہ ہے کہ انسان کی قوت عمل جاگ جاتی ہے۔تمام امکانات کے دروازے اس کے سامنے کھل جاتے ہیں۔انسان کائنات میں جاری سنن الٰہیہ کے فہم ومعرفت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔وہ نتائج کے مثبت و منفی رد عمل سے بے نیاز صرف جہد و عمل کے لئے یکسو ہو جاتا ہے۔اگر اس کی کوششوں سے کامیابی ملتی ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ یہی اللہ کا فیصلہ تھا۔وہ اپنی کوششوں کی کامیابی پر اتراتا نہیں اور تکبر کے بجائے سجدہ شکر بجالاتا ہے۔نیز خوشی و مسرت کی جائز حدوں میں رہتا ہے۔اس کے برخلاف اگر اپنی کوششوں میں ناکام ہوتا ہے تو یہی سمجھتا

ہے کہ اللہ کو یہی منظور تھا۔یہی تقدیر تھی۔ وہ بد دل اور مایوس ہو کر جزع وفزع نہیں کرتا بلکہ صبر سے کام لیتا ہے۔ وہ آئندہ کے لئے ہتھیار ڈال کر بیٹھ نہیں جاتا بلکہ از سر نو جہد و عمل کے لئے تیاری کرتا ہے۔اگر تقدیر پر ایمان نہ ہو تو آدمی مشکلات میں بجھ کر رہ جائے اور اس کی ساری عملی قوتیں اور امکانات ضائع ہو کر رہ جائیں۔یہ ایمان بالقدر ہے جو مومن کو جہد و عمل پر ابھارتا اور مشکلات و مصائب میں صابر و شاکر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي ٱلْأَرْضِ وَلَا فِيٓ أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَآ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا۟ عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا۟ بِمَآ ءَاتَىٰكُمْ ۗ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿٢٣﴾ ﴾ (الحديد: ٢٢ - ٢٣) ترجمہ: کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں یا تمہارے اپنے نفس پر نازل ہوتی ہو اور ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب (یعنی نوشتہ تقدیر) میں لکھ نہ رکھا ہو۔ ایسا کرنا اللہ کے لئے بہت آسان کام ہے۔(یہ سب کچھ اس لئے ہے) تاکہ جو کچھ بھی نقصان تمہیں ہو اس پر تم دل شکستہ نہ ہو اور جو کچھ اللہ تمہیں عطا فرمائے اس پر پھول نہ جاؤ۔اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتے ہیں اور فخر جتاتے ہیں۔

ایک مومن کا اس پر ایمان ہے کہ اللہ نے اس کے حق میں جو فیصلہ کر دیا ہے وہ اٹل ہے۔جو اسے ملنا ہے مل کر رہے گا اور جو نہیں ملنا ہے وہ کبھی بھی نہیں مل سکتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ، خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَلَا تَعْجَزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ، فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ قَدَرُ اللهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ» طاقتور اور مضبوط مومن اللہ کے نزدیک کمزور اور ناتواں مومن سے زیادہ بہتر اور محبوب ہے حالانکہ ہر ایک میں خیر و بھلائی ہے۔ جو تمہارے لئے زیادہ نفع بخش ہو اس کی طلب کرو۔اس کے لئے اللہ سے مدد طلب کرو اور اپنے کو عاجز نہ سمجھو۔اگر کوئی حادثہ ہو جائے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں نے ایسا ایسا کیا ہوتا تو یہ حادثہ نہ پیش آتا۔بلکہ یوں کہو کہ یہی اللہ کا فیصلہ تھا جو اس نے چاہا وہ کیا۔یاد رکھو "اگر مگر" شیطان کی مداخلت کا دروازہ کھولتا ہے۔(مسلم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: « وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ

يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلَامُ وَجَفَّتْ الصُّحُفُ» اسے اچھی طرح یاد رکھو کہ سارے لوگ مل کر اگر تمہیں نفع پہنچانا چاہیں تو اتنا ہی نفع پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ کا فیصلہ ہو گا اور اسی طرح وہ سب مل کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں تو اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ نے تمہارے لئے فیصلہ کر رکھا ہے۔ معاملات طے ہو چکے ہیں اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ (ترمذی)